بیرن عمر کی تقریر پر خیالات

از جناب ذوقی شاہ صاحب

اسلامی رواداری کے ثبوت میں بیرن صاحب دوسرے پیغمبروں پر ایمان لانے سے متعلق اسلامی ہدایات کی ترجمانی کرتے ہیں اس سے شبہ ہوتا ہے کہ وہ شائد اسلامی رواداری کے صحیح مفہوم سے ابھی تک آگاہ نہیں ہوئے تقریر مندرجہ بالا میں انگریزی لفظ (TOLERATION) کا ترجمہ "رواداری" کیا گیا ہے کسی خلاف طبع امر یا مخالف چیز کی برداشت کو کہتے ہیں۔ دیگر انبیاء کا وجود اور ان کی تعلیمات نہ اسلام کے مخالف ہیں نہ طبائع اسلامی کے خلاف۔ موافق چیزوں کے ساتھ موافقت کو (TOLERATION) نہیں کہتے۔

اس سلسلہ میں ایک اور امر بھی قابل لحاظ ہے۔ دیگر انبیاء پر ایمان لانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو غلط تعلیمات انبیاء سے غلط طور پر منسوب کر دی گئی ہیں ان کو بھی مان لیا جائے۔ مثلاً ہر مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کو نبی برحق مانتا ہے مگر کوئی مسلمان تثلیث کو تسلیم کرنے، اور اہل تثلیث کو اہل حق کہنے، اور تثلیث کی تعلیم کو عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کرنے کے لئے از روئے اسلام آمادہ نہیں ہو سکتا۔ اسلامی رواداری کا ہرگز یہ منشا نہیں کہ حق کو ناحق اور ناحق کو حق کہہ دیا جائے مومن کو کافر اور کافر کو مومن سمجھ لیا جائے۔ صالح اور فاسق میں کوئی امتیاز نہ برتا جائے۔ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ایک بالکل دوسری چیز ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صراط المستقیم وہی ہے جس کی تعلیم قرآن پاک میں فرمائی گئی ہے۔ ہمارا جی یہ چاہتا ہے کہ ہمارے سب دوست ہمسائے ہم وطن، ہماری اس دنیا کے سب رہنے بسنے والے اس صراط المستقیم پر چلیں اور فائدہ اٹھائیں اس دنیا میں بھی سرسبز ہوں اور آخرت میں بھی سرخرو ہوں ہم ہر ممکن تدبیر اور کوشش کرنے کے لئے بھی تیار ہیں کہ ایسا ہو اور سب ایک ہو جائیں مگر باوجود ان تمام جائز خواہشات کے ہم کسی کو بجبر مسلمان کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جبر و خوف کے تحت مسلمان بن جانے سے کوئی سچا مسلمان نہیں بن سکتا۔

اور جب تک کوئی دل سے اور برضا و رغبت اسلام قبول نہ کرے آخرت کے فوائد سے وہ محروم رہیگا اغیار کو بجبر مسلمان نہ بنانے کے یہ معنی نہ سمجھ لئے جائیں کہ ادیانِ غیر از اسلام کی حقانیت کے بھی ہم نعوذ باللہ قائل ہیں۔

(۴) اس سے اگر کوئی نتیجہ نکالا بھی جا سکتا ہے تو بس یہی کہ جرمنی ترقی کرتے کرتے اب اس منزل پر پہنچا ہے جس پر عرب صدیوں قبل پہونچ چکے تھے طرزِ تعمیر اور فنِ بحر وغیرہ میں تو صدیوں قبل کے عربوں سے مماثلت پر فخر کیا جاتا ہے لیکن تفسیر قرآن کے باب میں ان عربوں سے گریز اور جدت کی تلاش ہے کیا عجیب و غریب ذہنیت ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دانشمندانِ یورپ ابھی تک اسی محدود دنیا کے چکر میں مقید ہیں۔ مذہب کو صرف دنیوی معیار ہی سے پرکھتے ہیں اسلام کے صرف دنیوی مفاد ہی کو ٹٹولتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک وسیع تر اور بالاتر میدان میں ترقی کے لئے پیدا کیا ہے دنیوی مفاد تو محض ضمنی اور درمیانی اور عارضی چیزیں ہیں سچا مذہب انسان کی سفلی اور علوی دونوں ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ دونوں میدانوں میں ترقی کی شاہ راہ کو کھولتا ہے دنیوی سرسبزی کا بھی باعث ہوتا ہے اور آخرت کی نجات کا سامان بھی مہیا کرتا ہے ان دونوں پہلوؤں پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے دونوں میدانوں میں کامیابی حاصل کرنا انسان کا فرض ہے یورپ ابھی تک صرف ایک ہی میدان میں ترقی کرنیکا خواہشمند نظر آتا ہے۔ دوسرے میدانوں سے بالکل غافل ہے حالانکہ کامل ترقی وہی ہے جس میں ہر پہلو کا اس پہلو کی اہمیت کی مناسبت سے خیال رکھا جائے۔ اگر انسان اپنے کسی ایک عضو کو نشو و نما دیتے دیتے بہت زیادہ قوی کرے مگر بقیہ اعضا کو بیکار و معطل رکھکر بالکل بے حس کمزور اور مردہ بنا دے تو عضوِ قوی کی قوت کے باوجود اس شخص کو کوئی پورا انسان بھی نہ کہیگا چہ جائے کہ ترقی یافتہ انسان اسے سمجھے۔ یورپ کی ایک محدود دائرہ میں ترقی اس کے لئے کافی نہیں کہ اسے صحیح معنوں میں ترقی یافتہ کہا جائے۔ یورپ کی ان شدید خامیوں ہی کا نتیجہ ہے کہ باوجود اپنی حیرت انگیز سائنٹیفک ترقیوں کے وہ دنیا میں امن و عافیت و مسرتِ حقیقی پھیلانے میں کامیاب نہ ہو سکا جس کا بیرن عمر کو بھی اعتراف ہے یورپ کی یہ خامیاں اسی صورت میں دور ہو سکتی ہیں جبکہ یورپ قرآن مجید کو اسی طور پر سمجھنے کی کوشش کرے جس طور پر اصحابِ رسول نے اسے سمجھا اور قرآن پر اس طریقہ سے عمل کرے جس طریقہ سے اس برگزیدہ جماعت نے اس پر عمل کیا

اگر یورپ نے بہت جلد ایسا نہ کیا اور اپنے ہی جہل مرکب پر اڑا رہا تو نتیجہ جو کچھ ہوگا وہ ارباب عقل و فہم پر ظاہر ہے

تصحیح

ماہ صفر کے ترجمان القرآن میں صفحہ ۱۱۱ سطر ۱٦ پر یہ فقرہ غلط چھپ گیا ہے۔ کہ "حق تعالیٰ ہر وقت کائنات کی جانب متوجہ رہتا ہے۔ اس متوجہ رہنے کے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنی ذات وصفات سے کائنات پر متوجہ رہتا ہے" خط کشیدہ فقرہ دراصل یوں ہے کہ "اس متوجہ رہنے کے یہ معنی ہیں"

مجلہ مکتبہ

یہ دارالاشاعت مکتبۂ ابراہیمیہ امداد باہمی (محدود) حیدرآباد دکن کا علمی و ادبی مصور ماہوار رسالہ ہے جس کا شمار دنیائے اردو کے چیدہ رسالوں میں ہوتا ہے جو کئی سال سے مولوی عبدالقادر سروری صاحب ایم اے ایل ایل بی کی ادارت میں حسب ذیل خصوصیات کے ساتھ نہایت آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے۔ (۱) اس میں اکثر عمدہ طبعزاد افسانے یا ہندی عربی انگریزی فرانسیسی اور روسی افسانوں کے تراجم ہوتے ہیں۔ (۲) اس میں تاریخ سائنس فلسفہ اور معاشیات پر بھی مفید علمی مقالے شایع ہوتے ہیں، (۳) اس میں عام ادبی اور تحقیقی مضامین کے علاوہ دکن کے قدیم شعرا اور اردوئے قدیم کی نسبت محققانہ مضامین ہوتے ہیں۔ (۴) مشاہیر ادبا و شعرا اور اہل علم و فضل کی تصویریں ہر نمبر میں شایع ہوتی ہیں (۵) اس میں اردو کی کتابوں پر تبصرے اور جدید مطبوعات کی اطلاعیں بالالتزام شایع ہوتی ہیں قیمت سالانہ چار روپیے ششماہی دو روپیہ چار آنہ (عہ) فی پرچہ ٦/

منتظم مجلہ مکتبہ اسٹیشن روڈ

(حیدرآباد دکن)